بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

هٰذَا بَيَانٌ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّ مَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ط (جزء۴، رکوع ۵)

یہ سمجھانا ہے لوگوں کو اور ہدایت اور نصیحت ہے پرہیزگاروں کے واسطے

الحمد للّٰہ منة

از

(۱) حضرت بندگی میاں شاہ نعمت مقراض بدعت رضی اللہ عنہ

(۲) حضرت بندگی میاں امین محمد رضی اللہ عنہ

(۳) حضرت بندگی میاں شاہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ

(۴) مجلس علامہ میاں عبدالغفور سجاوندیؒ ومقالہ تمہیدی

مترجم

باہتمام

دارالاشاعت کتب سلف الصالحین

المعروف بہ جمعیۃ مہدویہ۔ دائرہ زمستان پور مشیر آباد حیدرآباد، دکن

باردوم ۱۴۱۴ ہجری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

پیش لفظ

حامداً و مصلیاً: مصدقان حضرت امامنا میراں سید محمد مہدیِ موعود خلیفۃ اللہ خاتم ولایت محمدی مراداللہ صلی اللہ علیہما وسلم پر واضح ہو کہ حضرت بندگی میاں شاہ نعمت مقراض بدعت خلیفۂ سوم حضرت امام مہدیِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ مکتوب مرغوب جو کسی وقت آنحضرتؓ کے دستِ مبارک سے مرقوم ہوا اور کسی طالب حق عاشق ذاتِ مطلق کو پہنچا تھا خدائے تعالیٰ کی قدرت سے دست بردحوادث زمانہ سے محفوظ رہ کر جو ساڑھے چار سو برس سے نقل ہوتا آرہا ہے اور اس کے دو قلمی نسخے اور ایک مطبوعہ نسخہ اس فقیر کو ملا انہی سے اس کی تصحیح و ترجمہ کا کام انجام پایا ہے۔ یہ مکتوب خوش اسلوب جو دعوت الی اللہ کی راہ میں نعمت الٰہی کا ایک نایاب تحفہ حضرت امام علیہ السلام کے اصحاب کرامؓ کے وعظ و بیان کا ایک بے مثال نمونہ ہے جس سے صاحبان ذوق ہی حظّ کامل پا سکتے ہیں اور معمولی استعداد رکھنے والے بھی بقدر اپنے حوصلہ کے اس سے فیضیاب ہو سکتے ہیں۔ قبل ازیں اس کو اردو ترجمے کے ساتھ مولوی سید حسین صاحب اہل پنگوڑی نے چھپوایا تھا اسی مطبوعہ نسخہ کے شروع میں عربی میں خطبہ کی عبارت بھی ہے۔ اس کے سوائے جو دو قلمی نسخے ملے جن میں سے ایک کے ناقل حضرت میاں سید اسحٰقؒ ابن حضرت میاں سید یعقوب توکلیؒ اور دوسرے کے ناقل میاں سید محمودؒ عرف خوب صاحب میاں صاحبؒ مصنف تاریخ یعقوبی ہیں۔ ان دونوں میں اس مکتوب کا آغاز بسم اللہ کے ساتھ المقصو د چناں کنند ہی سے ہوا ہے۔ پس اس کو یہ فقیر باحتیاط نقل کر کے حتی المقدور اس کا سلیس اردو میں ترجمہ کیا اور یہ کام اس ناچیز کے ہاتھوں دارالاشاعت جمعیۃ مہدویہ کے بعض معاونین کے اشتیاق اور اس دارالاشاعت کے منتظم محمد انعام الرحیم خاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے توجہ دلانے سے ہوا ہے ورنہ فی الحال یہ کام اس فقیر کے پیش نظر نہ تھا۔ اللہ ان کو جزائے خیر دے، اور ناظرین مصدقین اور موافقین مہدیؑ کو اس سے نفع اندوز فرمائے۔ اس مکتوب مرغوب کے ساتھ اور ایک گرانقدر مختصر مکتوب حضرت بندگی میاں شاہ عبدالرحمٰنؒ بن حضرت بندگی میاں شاہ نظامؒ خلیفہ چہارم حضرت امام علیہ السلام کا بھی ہے جو خاتم دور خلفاء کرام حضرت بندگی شاہ دلاورؒ خلیفہ پنجم حضرت امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں مرقوم ہوا ہے اور اکثر بزرگوں کی بیاضوں میں نقل ہوتا آیا ہے۔ میاں سید اسحٰقؒ بن حضرت سید یعقوب توکلیؒ کی بیاض قلمی سے اس فقیر نے اس کو یہاں اردو ترجمہ کے ساتھ درج کیا ہے۔ یہ مکتوب مرغوب صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کی عظمت و علو مرتبت اور ان کے باہمی ربط و اتحاد کا آئینہ دار اور بعد والوں کے لئے خلوص دلی کے ساتھ بزرگوں کی تعظیم کی تعلیم کا بے مثل شاہکار ہے۔ واللّٰہ الھادی لا ولی النھٰی والابصار۔ فقط

المرقوم ۱۷ / ماہ محرم الحرام روز یکشنبہ ۱۳۹۴ھ

مولانا ابورشید سید خدابخش رشدی مہدویؒ

مکتوب حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؒ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

تمام تعریف اللہ کے لئے جو حد درجہ مہر وعنایت والا ہے اور رحمت خاص اُس کے نبی محمد محمودؐ پر اور سلام خاص مہدیِ موعودؑ پر اور اُن دونوں کے آل واصحابؓ پر اور تمام اللہ کے منتخب بندوں اوران کے پیرووں پر روز قیامت تک جس کی شہادت مل چکی ہے مقصود اس تحریر کا یہ ہے یہی چاہیئے کہ اپنے صاحب (مالک ومعبود برحق) کی یاد میں رہیں جس حال میں بھی ہوں کوشش اور محنت کے ساتھ اُس کے احکام کی تعمیل میں اور دلی رغبت کے ساتھ اُس کی بندگی میں کوشاں رہیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد رسول اللہؐ کو فرمایا ہے اور جو لوگ ایمان والے ہیں بہت قوی ہیں اللہ کی محبت میں نیز کلام قدسی میں فرمایا ہے جو میرا طالب ہوا مجھے پایا، جو مجھے پایا وہی مجھے پہچانا اور جو مجھے پہچانا وہی مجھے چاہنے والا ہوا اور جو مجھے چاہنے والا ہو میں بھی اسی کو چاہتا ہوں اور میں جس کو چاہتا ہوں اُس کی جان لے لیتا ہوں اور میں جس کی جان لیتا ہوں اُس کی جان کا بدلہ میرے ہی ذمہ ہوتا ہے اور جس کی جان کا بدلہ میرے ذمہ ہو میں ہی اُس کی جان کا بدلہ بنتا ہوں (وہی میرا دیدار پاتا ہے) اور حق تعالیٰ کی محبت کا تقاضا یہی ہوتا ہے کہ بندے کو حق تعالیٰ کی طرف کھینچ لے۔ یعنی حق تعالیٰ کی محبت اُس کے دل کو غیر اللہ سے کھینچ لیتی ہے یہاں تک کہ اُس کے مال سے اُس کی اولاد سے بلکہ تمام عالم سےجو ذات حق کے سوائے ہے بلکہ حق تعالیٰ کی محبت جس کے دل میں پیدا ہو سر سے پاوں تک اُس کی مالک ہو کر اُس کو اپنا مملوک بنالیتی ہے جیسا کہ اس رباعی میں ہے۔

(ترجمہ رباعی)

بدن میں مرے ہے رواں عشق دوست
عوض خون کے جملہ در رگ و پوست
مرے تن کو مجھ سے ہی خالی کیا
مرے دوست سے اُس کے تئیں بھر دیا
لئے دوست نے میرے اعضاء تمام
سراپا ہے وہ اور فقط میرا نام

اور حق تعالیٰ کی محبت محبّ وطالب کی رہبری اسی امر کی طرف کرتی ہے کہ ہمیشہ خود کو محبوب کے رنگ میں رنگ دے اور لازمہ اُس کا وہی ہے کہ کبھی فراق رہے کبھی وصال اگر ہمیشہ وصال ہی رہا تو بشریت میں خامی ہوگی اور اور اگر ہمیشہ فراق رہا تو یہی تمام تر جدائی ہے یہ بھی خوب نہیں بلکہ وہی چاہیئے کہ کبھی فراق رہے اور کبھی وصال اگر چہ طالب کا مدّعا یہ ہوتا ہے کہ ایکدم کیلئے بھی جدا نہ ہو

لیکن اُس کی بھلائی اسی میں ہے کہ کبھی جدائی بھی رہے اور یہ جدائی بھی اسی لئے ہے کہ سب ماسوی اللہ سے بسبب اُس کی حق سے غیریت کے منقطع (بے تعلق) ہو جائے اور وصال حق کی قدر جانے کہ ایسی راحت وصال میں ہے اور وصال اس لئے ہے کہ جو ذوق ولذت ومحبت اپنے اور اپنے محبوب ذات حق تعالیٰ کے درمیان ہے۔ جان لے تا کہ اُس پر کوئی مشقت اور ظاہری زبوں حالی غربت و ناداری جو پیش آئے اور اُس کو اور سب (اہل دنیا) سے بیزاری اور غیر اللہ سے بے تعلقی کو قبول کرلے اور ہمیشہ حق کی طرف متوجہ رہے اس امید پر کہ وہ پھر اُس کو پاؤں گا اور ابھی نہیں تو تھوڑی دیر بعد اُس کو پاؤں گا اگر نری فراق ہی کی حالت رہی تو طالب اپنے صاحب سے نامید ہو کر طلب سے باز بھی رہ جاتا ہے اس حالت سے ہم اللہ ہی کی پناہ مانگتے ہیں۔ اُمید ہے کہ حق تعالیٰ اپنے ہر طالب کو یہی بات روزی کرے گا کہ ہمیشہ اُسی کی دھن میں رہے یہی نہیں بلکہ اُس کے طالب، اُس کے محبوبوں کے محبین بنے رہیں واسطہ سے سید محمد مہدیؑ کے اور واسطہ سے محمد رسول اللہ صلعم کے آمین یا رب العالمین۔ اے بھائیو دین کا راستہ ایسا نہیں ہے کہ دنیا کی فراغت اور راحت اور لذت کے ساتھ تم دین کی راحت بھی پائیں بلکہ یہ ایک ویرانے کا راستہ ہے اور اس راستے میں ہمیشہ کی راحت ہے اگر چند روز کی محنت ومشقت اختیار کرو گے تو اس ہمیشہ کی راحت کو پاؤ گے ورنہ دین کے راستے میں دنیا کی راحت تو ممکن ہی نہیں ہے حق تعالیٰ نے اپنے کسی دوست کو دنیا میں راحت دی ہی نہیں کیونکہ اس کو کوئی ثبات وقرار یعنی قیام و پائداری نہیں ہے۔

(ترجمہ نظم)

یہ عہدِ دلی ہے مرا استوار
کہ بے دوست پائے نہ ہرگز قرار
قرار دلی لے گیا وہ نگار
نہیں زلف کے جس کو مطلق قرار

فرد ہے

(ترجمہ)

یا رب تو نہ دے قرار ہم کو
بن تیرے اگر قرار پائیں

نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے مومنوں کو راحت نہیں اللہ کی لقا یعنے اللہ کے وصال کے سوائے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے موسیٰؑ میں اپنے بندوں کے لئے راحت کو جنت میں رکھا ہوں اور وہ دنیا میں چاہتے ہیں تو کیونکر پائیں گے۔ اے بھائیو! بنظر غائر دیکھو دنیا میں کسی کو قرار ہے نہ ہوگا دنیا کے قرار اور دنیا کی راحت کیلئے آخرت کے ہمیشہ کے چین وقرار کو چھوڑ بیٹھتے ہیں یہی غافلوں کا کارنامہ ہے۔

(ترجمہ بیت)

دوست کی خاطر ہے لازم سب سے رشتہ توڑنا
ہاں برائے دوست ہے آسان دو عالم چھوڑنا

یہ جان ایسی نہیں ہے کہ غیر خدا کو دیں بلکہ اس کو اس کے صاحب ہی کو دینا چاہیئے

(ترجمہ بیت)

جان دے جاناں کو ورنہ موت لیگی تجھ سے چھین
توہی کر انصاف یہ ٹھیک یا وہ ٹھیک ہے

ایضاً

جیو اپنے پیو کو دے ورنہ امر نہ ہوگا

بلکہ ہزار جان ہوتو دو ہزار کر کے اس پر نثار کرنا چاہیئے

(شعر)

گر جان ہزار بار پاؤں
قدموں پہ ترے نثار کردوں

ایضاً

(ترجمہ فرد)

آرزو یہ ہے کہ تیرے در پہ کردوں جاں فدا
تا کسی دنپوچھ لے تو یہ فدائی کون تھا

فرمان حق تعالیٰ ہے جو شخص دنیا کا طالب ہو ہم جلد دے دیتے ہیں اُس کو اسی میں جتنا چاہیں جسے چاہیں پھر ہم نے ٹھیرا رکھی ہے اس کے لئے دوزخ اس میں داخل ہوگا برے حالوں راندۂ درگاہ ہو کر۔ائے بھائی اُس معبود برحق کو تیرا جانوں کے عوض پانا ہی جان کو پانا ہے اُس کو چھوڑ کر بہت سارے بیچارے چاہتے ہیں کہ اوروں پر جان نثاری کریں لیکن وہ جانیں کہاں ہیں جو معبود حقیقی کی بے نیاز درگاہ کے لائق ہوسکیں ہاں مگر میراں سید محمد مہدی آخرالزماںؑ کے صدقہ سے ہر ایک کو بآواز بلند یہ خطاب ہو رہا ہے۔**الا یا طالبی شوق الابرار الٰی لقائی و انا ارشد شوقھم الیم** یعنی اے میرے طالب شوق ابرار جو میری جانب ہے میں ہی اُن کے شوق کو ان کی طرف پہنچاتا ہوں اے بھائی بخوبی جان لو کہ سید محمد مہدیؑ سے پہلے اور رسول اللہ صلعم کے بعد یہ خطاب پانے والے نادر ہی تھے

لیکن اس مرد کے صدقہ سے عام وخاص کو یہ خطاب پہنچ رہا ہے خصوص اُن لوگوں کو جو آنحضرتؐ کے مشتاق ہیں زیادہ ہے۔ مقصود اس کلام کا یہ ہے اے عزیزو اگر اس مرد کی اتباع میں آؤ تو خطاب مذکور کے لائق بنو گے لیکن انصاف سے دیکھو کہ دنیا کے مقابلہ میں بھی کیا کچھ مشقت نہیں ہوتی بسا اوقات فانی کی طلب میں ہزاروں مشقتیں اٹھاتے ہیں اور نہیں پاتے اگر وہی مشقتیں باقی کے لئے اٹھاؤ تو البتہ اُس کو پاؤ گے ان دونوں جماعتوں کے حال کی خبر حق تعالیٰ نے دی اور فرمایا ہے جو شخص دنیا کا طالب ہو ہم جلد دیدیتے ہیں اُس کو اُسی میں جتنا چاہیں جسے چاہیں پھر ہم نے ٹھیرا رکھی ہے اس کے لئے دوزخ اس میں داخل ہوگا برے حالوں راندۂ درگاہ ہو کر اور جس نے آخرت چاہی اور اس کیلئے کوشش کی جو کوشش اُس کے لائق تھی اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو تو یہی ہیں جن کی کوشش مقبول ہے (جزء۱۵۔رکوع۲) اے بھائیو! تھوڑا لکھا ہوں بہت غور سے پڑھو تا کہ حق تعالیٰ اپنے طالبوں کو حقیقت آشنا بنائے۔ مقصود اس تحریر سے یہ ہے اصل کار یہی ہے کہ یاد مولیٰ میں رہیں۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے یاد کرتا رہ اپنے پروردگار کو اپنے جی ہی جی میں گڑگڑاتا اور ڈرتا ہوا، اور آواز بلند نہ کر کے۔ بولنے میں صبح اور شام کے اوقات میں اور نہ ہو غافلوں سے اور فرمایا ہے سہیل بن عبداللہؒ نے جس کسی کی ایک سانس بھی بغیر اللہ کے ذکر کے جائے وہ غافل ہے اور اس غفلت کا حق تعالیٰ اپنے کلام میں جہاں کہیں ذکر فرمایا ہے کافروں ہی کے حق میں اُس کا ذکر ہوا ہے۔ پس یہ ماننا پڑتا ہے کہ اس غفلت میں ہم نہ رہیں اگر غفلت رہی تو ایمان کہاں پس اپنی ذات کو کلام حق سے ملا کر دیکھنا چاہیئے اگر کلام حق کے موافق ہے تو بڑی ہی نیک بختی ہے اور اگر موافقت نہیں ہے تو رجوع یعنی توبہ کریں تا کہ حق تعالیٰ حضرت محمد مصطفٰےصلعم کے صدقہ سے موافقت روزی کرے۔ دیگر یہ کہ آنحضرتؐ نے یہ بھی فرمایا ہے ہر سانس جو بغیر اللہ کی یاد کے نکلے سمجھ لو کہ وہ مردہ ہے پس اس حقیقت کے علم سے معلوم ہوا کہ مردہ رہنا مومن کی صفت نہیں ہے کیونکہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے مومن دونوں جہاں میں زندہ ہے اور ایک جگہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے آگاہ رہو کہ اللہ کے دوست مرتے نہیں ہیں بلکہ پلٹتے ہیں ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف اور فرمایا سہیل بن عبداللہؒ نے کہتا ہوں میں تم سے حق بات یقین کے ساتھ بے اصل بات نہیں کہتا شک کے ساتھ کہ جس کسی کی ایک سانس بھی اللہ کے ذکر کے بغیر جائے وہ غافل ہی ہے اے دینی بھائیو غور کرو جب کسی کی ایک سانس بھی بغیر ذکر خدا کے جائے تو اس کو غافل کہا جاسکتا ہے تو اُس کا کیا حال ہوگا جس کی ایک سانس بھی یاد خدا کے ساتھ نہ آتی ہے نہ جاتی ہے جائے انصاف ہے اگر ہماری سانسیں بغیر یاد حق کے آتی جاتی ہیں تو ہم کو اپنی اس حالت سے رجوع لازم ہے حق تعالیٰ اپنے کلام میں اسی حقیقت سے خبردار فرماتا ہے کئی جگہ غافلوں کا انجام بیان فرمادیا ہے چنانچہ ایک جگہ فرمایا ہے اور ہم نے پیدا کئے ہیں دوزخ کے لئے بہترے جن اور انسان ان کے دل ہیں کہ اُن سے سمجھتے نہیں اور آنکھیں ہیں کہ ان سے دیکھتے نہیں اور کان ہیں کہ ان سے سنتے نہیں وہ لوگ چوپایوں کے مثل ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ یہی لوگ ہیں غافل (جزء۹۔رکوع۱۲) اور دوسری جگہ فرمایا ہے جو لوگ امید نہیں رکھتے ہمارے ملنے کی اور خوش ہوئے دنیا کی زندگی پر اور اسی پر چین پکڑا اور جو لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں ایسوں کا ٹھکانہ آگ ہے اُن کرتوتوں کے بدلہ میں کے جو کماتے تھے (جزء۱۱۔رکوع۶) اور دوسری جگہ فرمایا ہے میں باز رکھوں گا۔ اپنی آیتوں کے سمجھنے سے ان کو جو تکبر کرتے ہیں زمین میں ناحق اور اگر وہ دیکھ لیں ہر معجزہ بھی تو ایمان نہ لاویں اس پر اور اگر دیکھ لیں راستہ ہدایت کا تو نہ بناویں

اُس کوراہ اور اگر دیکھ پائیں راستہ گمراہی کا تو اُس کوٹھہرالیں راہ یہ اس لئے کہ انہوں نے جھوٹ جانا ہماری آیتوں کو اور ان سے غافل ہو رہے (جزء۹۔رکوع ۷) جہاں کہیں بھی حق تعالیٰ نے اپنے کلام میں غافلوں کا ذکر فرمایا ہے اُس کے کلام پاک پر نظر کرنا چاہیئے اگر وہ غفلت کی صفت ہم میں ہو تو سمجھ لیں کہ ہم بھی انہی میں داخل ہیں۔اور اگر نہیں ہیں تو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیئے نیز حق تعالیٰ نے خود اپنے رسولؐ کو مخاطب کر کے آپؐ کے حق میں فرمایا ہے اور یاد کرتا رہ اپنے رب کو جی ہی جی میں گڑگڑاتا اور ڈرتا ہوا اور آواز بلند نہ کر کے بولنے میں صبح وشام کے اوقات میں اور نہ ہو غافلوں سے (جزء۹۔رکوع ۱۴) پس جان لینا چاہیئے کہ غافلین وہی ہیں کہ جن سے حق تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو علیحدہ کیا اور فرمایا ہے کہ تو مت ہو اے محمدؐ جملہ غافلوں میں سے،غفلت صفت مومنوں کی نہیں جہاں کہیں غفلت کا ذکر حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کے حق میں ہے پس ہمیشہ یادِ مولیٰ میں رہنا ہی چاہیئے حق تعالیٰ نے کئی جگہ فرمایا ہے یہ اُس کا فرمان ہے فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُم ۔یاد کرو تم مجھ کو تو یاد کروں میں تم کو اُس کی ایسی گراں قدر نوازش کو کھونا نہیں چاہیئے حضرت محمد رسول اللہؐ سے پہلے کسی کی اُمت کو حق تعالیٰ کی ایسی نوازش نہیں ہوئی تھی مگر یہ نوازش خاص حضرت محمد صلعم ہی کے لئے ہے اور ایک جگہ فرمایا ہے میں ہمنشیں اُس کا ہوں جو میری یاد میں رہے اور ایک جگہ یہ ارشاد ہے جو اپنے جی میں مجھے یاد کرے میں اپنے جی میں اُسکو یاد کرتا ہوں اور بھی (حدیث قدسی ہی میں) فرمایا ہے جو مجھے سب کے بیچ یاد کرے میں بھی اس کو سب کے بیچ یاد کرتا ہوں۔اور حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے جو اللہ کا حکم بجالا یا تو سمجھو کہ اللہ کو یاد کیا اور جس نے اللہ کی نافرمانی کی سمجھ لو وہ اللہ کو بھول گیا۔ایک بزرگ نے ابراہیم ادہمؒ کو خواب میں دیکھا اور کہا اے نیکی کی تعلیم دینے والے مجھے راہ راست دکھلا تو انہوں نے فرمایا نیکی اور بھلائی تمام وکمال وہی ہے کہ تو اپنے مولیٰ کی یاد میں رہے اور بدی اور برائی تمام تر تیری دنیا کی محبت میں ہے اور ایک جگہ حق تعالیٰ نے محمد مصطفٰےصلعم کو مخاطب کر کے فرمایا ہے اور یاد کر اپنے رب کو جب تو بھول جائے یعنے ماسوی اللہ کو بھول جائے روایت ہے حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا میں کس وقت ذاکر رہتا ہوں اپنے رب کا یارسول اللہؐ تو رسولؐ نے فرمایا جب تو بھول جائے غیر اللہ کو یعنی اپنے آپ کو، پس معلوم ہوا کہ اپنی ذات ہی کو بھول جانا چاہیئے ورنہ اس بیہودہ گمان میں نہ رہیں کہ ہم بھی خدا کی یاد میں ہیں اس گمانِ فاسد سے نکل جانا چاہیئے گناہ اصل یہی ہے چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے بے شک بعض گمان گناہ بھی ہوتا ہے جب تک اپنی ہستی کے گمان سے باہر نہ آئے اور نیستی کا یقین حاصل نہ کرلے سمجھ لے کہ تو گمان گناہ کے کنویں میں مقید ہے پھر ایمان کہاں بلکہ تمام گمانوں کو ترک کر دینا چاہیئے تا کہ حق تعالیٰ یقین بخشے دین تمام یقین ہی ہے جس کو یقین نہیں ہے ایمان کہاں ہے۔امام اعظمؒ کے نزدیک ایمان کا نام ہی یقین ہے۔مزید اس امر کو سمجھنا چاہیئے تو تفسیر زاہدی میں دیکھ فرمان حق تعالیٰ وہی ہے جس نے اتارا ہے سکون کو مومنوں کے دلوں میں تا کہ بڑھیں ایمان میں اپنے ایمان موجود کے ساتھ کی تفسیر میں مفسر کہتا ہے ایمان ہی یقین ہے ہاں جسے بیشک یقین نہیں اُسے ایمان نہیں۔

تیرے دل کی تصدیق جو اصل دین ہے
وہ نور یقین ہی ترا بالیقین ہے
کب تک تو گماں میں سانس لے گا

بے ایمان ہی دل ترا رہے گا
جو دل یاد خدا سے ہو نہ شاداں
نہووے غم سے خالی وہ کسی آن
دل تو منظر ہے خاص ربانی
تیری نظروں میں گھر ہے شیطانی
وہی دل ہے ہر کشمش ہر خلش میں
نہ ہو جس میں جز یادِ حق ہر روش میں

(ترجمہ رباعی)

تن و جاں دونو کا مسکن ہے دنیا
اور جان مجرّد کا مرجع ہے عقبٰی
وہ دل جو تن و جان کے درمیاں ہے
طریقت کا سلطان ہے اللہ والا

(ترجمہ نظم)

پہنچے گا ہوس سے تو نہ کچھ پانے تک
پائیگا نہ غمگسار غم کھانے تک
تلووں کو نگار کے نہ پائے گا تو
مہندی کی طرح سے خود کو پسوانے تک
تو لعلِ لب نگار تک نہ پہنچے
چونے کی طرح آگ میں جل جانے تک
تن ارّہ تلے دیکے جو کنگھی نہ بنے
پہنچے گا نہ زلف یار سلجھانے تک
مہندی جو لگی شاہ کے پاؤں کو سجیلی

تن پس گیا تب شاہ کے پیروں تلے پہنچی

اے بھائی جب تک تو خود کو لَآ اِلٰہ سے تہ و بالا نہ کرے گا اِلَّا اللّٰہ تک نہیں پہنچے گا، مقصود یہ کہ مطلوب کو نہ پائے گا جب تک کہ خود سے رہا نہ ہوگا خودی سے دور نہ ہوگا خدا پرست نہ ہوگا جب تک دو عالم سے روگرداں نہ ہو جائے گا حق تعالیٰ کی طرف رخ نہ کر سکے گا۔

اگر تو کہے کہ میں کر سکوں گا تو قدم آگے بڑھا تو کر سکے گا اور اگر تو کہے کہ نہ کر سکوں گا تو جا بیٹھ تو نہ کر سکے گا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اللہ کو یہ گوارہ نہیں ہے کہ کوئی اہل نفس اُس کی طرف راستہ پائے نیز فرمایا ہے خرابی ہے پوری خرابی اُس کی جو اپنے نفس کے پردے میں رہے (نفسانیت یعنی انانیت سے باہر نہ ہو) نیز فرمایا ہے نبی صلعم نے خرابی ہے پوری خرابی اُس کی جو اپنے اہل و عیال کو اچھی حالت میں چھوڑے اور خود آئے اپنے رب کے پاس بری حالت کے ساتھ (یعنی بغیر زاد آخرت کے) اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہا انہوں نے۔

(ترجمہ شعر)

تو ہر احسان ہے اُس کا گنہ میں داخل

(تمام ہوا ترجمہ مکتوب حضرت شاہ نعمتؒ)

............☆☆☆☆☆............

مکتوب حضرت بندگی میاں امین محمدؓ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

دین مہدیؑ یعنی خداطلبی کو قبول کرنے والے برادروں خدا کے دیدار کے محبوں محمدؐ کی خداطلبی کی راہ پر چلنے والوں پر واضح ہو کہ جب مومنین (مصدقانِ مہدیؑ) خداطلبی کی باتیں گوش و جان سے سنیں اور ہوش دل سے فکر کریں اور خداطلبی کی راہ پر چلیں تو اس کے بعد فرمانِ خدا لعلکم ترحمون (تا کہ تم رحم کئے جاؤ) کے مستحق بنیں آنخضرتؐ نے فرمایا کہ دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتے ہیں۔ اور کتوں میں برا کتا وہ ہے جو ٹھیر گیا اس پر۔ اللہ کے واسطے آپ خود انصاف فرمایئے کہ جب آپ کتوں کو اپنے بستر پر نہیں بٹھاتے تو اللہ تعالیٰ جو بڑی حکمت والا اور بڑا جاننے والا ہے پس دنیا کے طالب کو اپنی جنت میں کس طرح داخل کریگا معاذ اللہ چونکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے طالب دنیا کو کتا فرمایا ہے پس کتے کی جگہ دروازہ کے باہر ہوگی اور گوہ گو برنجاست وغیرہ ڈالنے کی جگہ ہوگی۔ نعوذ باللہ منہا مومن (مقبل مومن) کتا نہ ہوگا بلکہ شیر ہوگا اور کوئی شیر نہ تو مردار کو آنکھ اٹھا کر دیکھتا ہے اور نہ مردار کے پاس بیٹھتا ہے (شہ رگ سے زیادہ نزدیک رہنے والے) حق تعالیٰ سے دوری تعجب ہے اسی دوری کی وجہ دنیا مردار لوگوں کے گلے کا ہار بن گئی لیکن لوگ بے خوفی سے خود کو شیر کہلاتے ہیں ان پر افسوس ہے منھ سے کہد یتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور ان کے دل مسلمان نہیں۔

کمینی ہمت کا کتا ہڈی طلب کرتا ہے۔ شیر کا پنجہ مغز جان طلب کرتا ہے۔ کتا جب مردار پاتا ہے تو سمجھتا ہے جان ملی۔ گدھا جب گھاس پاتا ہے تو زعفران سمجھتا ہے۔ آنخضرتؐ نے فرمایا کہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت ہے۔ عزیز و اللہ کے لئے خدا انصاف کرو کہ کسی کو قید خانہ میں خوشی ہوتی ہے؟ مگر اسی کو جس نے دنیا کو قید خانہ نہ جانا۔ وہ مومن نہیں (مہدوی نہیں) بھلا کوئی شخص قید خانہ میں گھر اور سامان مہیا کرتا ہے اور خوشحال رہتا ہے اور محظوظ ہوتا ہے سچ تو یہ ہے کہ کوئی قیدی جب تک قید سے نہ چھوٹے بے غم نہیں رہتا پس جب دنیا قید خانہ ہے تو سب لوگ قیدی ہوئے جب تک کہ قید خانہ میں رہیں درد و غم اور ماتم میں رہیں اور اس دنیا کے قید خانہ کو جنت نہ سمجھیں چونکہ یہ دنیا مومنوں کی (مصدقان مہدیؑ) کی نظر میں کوئی وقعت نہیں رکھتی لہذا وہ اس دنیا کو آنکھ اٹھا کر کیوں دیکھنے لگے دنیا امتحان کا گھر ہے اور آخرت آرزو کا ٹھکانہ ہم طالبان مولیٰ دنیا اور آخرت کی ساری تحصیل کو ایک جو دے کر بھی نہیں لیتے۔ دنیا کے طالب دنیا پر مغرور ہیں اور آخرت کے طالب آخرت کے فتنہ میں پڑے ہوئے ہیں ہم طالبانِ مولیٰ دنیا اور آخرت دونوں کی طلب سے فارغ ہیں آخر طالبان آخرت آخرت کو بہشت اور اس دنیا کو دوزخ کہتے ہیں پس جس میں نورِ ایمان ہو وہ اس دنیا کو دوزخ دیکھتا ہے پس وہ دوزخ میں کیونکر رہے۔ اگر تم جانو یقین کا جاننا (تم غافل نہ رہو ورنہ) تم ضرور دوزخ دیکھ لوگے افسوس صد ہزار افسوس کہ طالبانِ دنیا کے دل میں نورِ ایمان نہیں اگر ان میں نورِ ایمان ہوتا تو اس مردار دنیا کو عین دوزخ دیکھتے اور اس میں آلودہ نہ ہوتے اور جو شخص دنیا میں آلودہ ہوا تو دنیا اس کو بہت خوبصورت نظر آئی اور دل میں جانا کہ دنیا بہت اچھی ہے پس جو شخص دنیا کو اچھی سمجھا

وہ نص قطعی اور حدیث نبوی (دُنیا کافر کے لئے جنت ہے) کی رو سے علی التحقیق کافر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے زین الذین ۔عمدہ کر دکھائی گئی کافروں کے لئے دنیا کی زندگی یعنی جس کسی کو دنیا اچھی اور آراستہ نظر آئی وہ کافر ہے۔

دنیا کس شمار میں جو اس پر ناز کرتا ہے
کبھی تیرا مضحکہ اڑاتی ہے اور کبھی طعن کرتی ہے
وہ تو دغا باز بوڑھی ہے اس کے ساتھ مت کھیل
میں ڈرتا ہوں کہ کہیں کھیلتے کھیلتے تجھ کو بے دین نہ کردے

عزیزو ! اس بڑھیا کو بری اور بدصورت دیکھنے اور اس میں آلودہ نہ ہونے کے لئے دل کی آنکھ چاہیئے جب تک کہ نور دل حاصل نہ ہو اس ڈائن کو کیسے سمجھ سکتا ہے اگر نور دل حاصل ہو تو اس ڈائن کی اصلیت سے واقف ہوا اندھا آنکھ کی روشنی کے بغیر کیا دیکھے اور کیا جانے اور جب تو ملک دنیا کو کھوکلا دیکھے تو اس کی حکومت پسند نہ کرے اگر تو ترک لذت کو لذت جانے تو نفسانی لذتوں کو لذت نہ جانے مومنوں نے (مصدقان مہدیؑ نے) فانی لذت کو ترک کر کے باقی لذت پائی ہے کہ باقی لذت کے بدلے دنیا اور آخرت دونوں کو نہیں لیتے لیکن اُس پر افسوس کہ جس نے باقی لذت نہ پائی جو کیڑا گیھوں میں رہتا ہے اس کو زمین وآسمان کی کیا خبر ہے۔

جو کیڑا گیھوں کے دانہ میں پوشیدہ ہے
اس کے لئے زمین و آسمان وہی گیہوں کا دانہ ہے

عزیزو ! اس تنگ حوصلہ عالم سے نکل جاؤ اور عالم فراخ میں قدم رکھو اس وقت جانو کہ تم خود سچ کہتے ہو کہ آخرت بہتر اور باقی ہے اور دنیا بدتر وفانی ہے حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا ہے کہ وہ شخص زمین وآسمان کے عجائبات سے باہر نہ ہوا جو پیدا نہوا دوبار جب تک کہ اس عالم سے باہر نہ ہو عالم باقی کو نہ پہنچے۔

اے وہ شخص جو مخلوق کی گڑبڑ سے الگ نہ ہوا

افسوس ہے اس پر اور اس پر افسوس ہے اس پر جو مخلوق سے دل لگا یا فقیر کے ہاتھ میں نقد وقت کے سوا دوسری چیز نہیں اگر فقیر اس نقد وقت کو بھی کھو دیا تو اس پر افسوس ہے۔

عزیزو! مومن (مقبل مومن) وہ ہے جو خدا کے ساتھ رہے خدا کی یاد میں رہے۔

اے سعدی اگر یار کا وصال میسر نہیں ہوتا ہے تو کم از کم دوست کی یاد میں عمر صرف کریں۔

پس جو شخص غیر خدا میں مشغول ہے اپنی عمر ضائع کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے پاس ماخوذ ہوگا اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ اپنی عمر کس کام میں صرف کیا (تو کیا جواب دیگا) ہشیار رہنا چاہیئے یا دوست کے ساتھ یا دوست کے ذکر میں بسر کرنا چاہیئے ہاں یعنی دوست کے ذکر میں

مشغول رہنا چاہیئے ۔اور غیر خدا سے رخ پھیر کر خدا کی طرف رخ کرنا چاہیئے ۔

افسوس عزیزو! یہ خدا طلبی کی باتیں خدا کے طالبوں اور دردمندوں سے کہنے اور سننے کے لائق ہیں سنگدلوں تنگدستوں سیہ رویوں اور مردار خواروں سے کہنے سننے کے لائق نہیں بلکہ ان مردار خواروں سے تو کوئی غرض نہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ چھوڑ دینا ان کو کہ کھالیں اور نفع اٹھالیں اور ان کو غافل کیئے رہے۔امید پھر آگے ان کو معلوم ہو ہی جائے گا۔حق تعالیٰ نے تو مردار خواروں کے حق میں یہ فرمایا ہے گل معرفت اور شراب عشق کی قدر اس کے پینے والے جانتے ہیں سنگدل اور تنگدست کیا جانیں شراب عشق ومحبت سے بے خبر اپنی بے خبری پر ہی مغرور ہیں جو بھید اس سینہ میں ہے اللہ کے متوالے جانتے ہیں عزیزو افسوس افسوس مردہ دل اور تاریک دل دنیا سے پیوست ہوگئے اور وای ہزار افسوس کس قدر زاری کرنی چاہیئے اور اپنے سیاہ وخجل رخ کو کیسے دکھلائیں اور اپنے احوال کی اطلاع کیوں کردیں عزیزو! مردار خواروں کی صحبت میں نہیں بیٹھنا چاہیئے تاکہ ان کی تاریکی تمہارے دل میں اثر نہ کرے اور دل کو تاریک و پلید نہ بنائے ۔اور ان سے بھاگنا چاہیئے اور اس آیت کو سمجھنا چاہیئے **ففروا الی اللہ** ۔یعنی بھاگو تم اللہ کی طرف اور بندگی حضرت شاہ محمد مہدیِ موعودؑ آخرالزماں علیہ السلام نے عشق کی آگ میں جلے ہوؤں بے سامانوں مفلسوں دردمندوں عاجزوں خدا کے طالبوں لقائے مولیٰ کے مشتاقوں اور عاشقان سرمست کے لئے یہ خبر دی ہے کہ جو شخص (تارک دنیا طالب مولیٰ) غیر اللہ کی طرف توجہ کرے یا مخلوق کے دروازہ پر (منفعت کیلئے) جائے وہ ہماری آن سے نہیں وہ ہماری آن سے نہیں ، وہ ہماری آن سے نہیں۔ یہاں تک ہے مکتوب کا مضمون۔

مترجم

راقم فقیر حقیر ابورشید سید خدابخش رشدیؔ اسحاقی مہدوی

المرقوم ۱۴؍ماہ محرم الحرام ۱۳۹۴ ہجری

بروز جمعہ

مکتوب حضرت شاہ عبدالرحمٰنؒ بن حضرت شاہ نظامؒ

بخدمت حضرت شاہ دلاورؒ

(ترجمہ مکتوب)

طالبان راہِ حق کے چراغ سالکانِ راہ حق کے سلطان بھٹکے ہوؤں کے رہنما عاشقین و عارفین حق کے پیشوا، میرے ممدوح جو مقبول ہر دو جہاں تابع کلامِ رحماں زمانہ کیلئے باعث امن وامان راہ حق وحقیقت اور دین کیلئے حجت و برہان بندگی میاں شاہ دلاورؒ میں سلام اور الطاف عنایات الٰہی کے تحفے منجانب اللہ پاتے رہیں اور اشتیاق قدم بوسی اس بندۂ کمینہ وکمترین خاکسار فقیر حقیر ملاقات کے شیدائی سوختۂ درد ِجدائی عبدالرحمٰن بن حضرت شاہ نظامؒ کی جانب سے مطالعہ میں لائیں اور قبول فرمائیں یہاں کے احوال خدائے بزرگ و برتر کے کرم سے جو قادر باکمال ہے خیر وخوبی سے نزدیک اور درستی اور بہتری کی جہت سے ٹھیک ہیں اور سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے اور سب نوازش اُسی کی ہے غرض اس عریضہ کی درحقیقت یہی ہے کہ حضرت جو ہمارے مقتداء اور آقا ہیں خدائے تعالیٰ کی رحمت اور محمد رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کے واسطے سے (جو سب مومنوں کے لئے عام ہے) عام وتام نوازش وقدیم دادودہش کی نظر اس فقیر حقیر پر مبذول رکھیں اور اس کمینہ کو دل سے دور نہ کر ڈالیں، اس فقیر کی آنکھیں بغیر آنحضرتؑ کے دیدار کے بے بصر ہو کر رہ گئی ہیں یہاں کا رہنا میرے لئے محال ہو گیا ہے لیکن آب ودانہ کی قید جو زنجیر زنداں کی قید سے بھی زیادہ سخت ہے، اسی کا سامنا ہے۔

گر نہ معشوق کی جانب سے کشش ہو اے دل
کوشش عاشق بیچارہ رہے بے حاصل

کشش ظاہری اور کشش باطنی دونوں کو خوندکار ملحوظ رکھیں یہ فقیر دو دشمنوں کے درمیان ہے دشمن ظاہری موت جان کے قصد میں اور دشمن باطنی (شیطان) دین وایمان چھیننے کے قصد میں ہے اللہ ان دونوں سے محفوظ رکھ کر آنحضرتؑ کا دیدار روزی کرے۔

گذری ہے عمر سر میں ترا شوق ہے سدا
وہ سر ہے خوش نصیب جو ہو خاک پا ترا

آنحضرتؑ کو میاں عبدالقادر، میاں عبداللطیف، میاں عبدالرزاق، میاں صالح محمد، میاں نور محمد، میاں لاڑ محمد، میاں شہ منور،

میاں حاجی کمال، میاں میرانجی، میاں حاجی عبداللہ، اور میاں برہان الدین فرزنداں، ملک معروفؒ اوراس فقیر کی والدہ اوراہلیہ اورتمام بہنیں اور میاں پیر محمد اورراجے محمد سلام وقدم بوسی عرض کئے ہیں۔

فقط

(تمام ہوا ترجمہ مکتوب حضرت شاہ عبدالرحمٰنؒ)

مترجم

راقم فقیر حقیر ابورشید سید خدا بخش رشدیؔ اسحاقی مہدوی

المرقوم ۱۴؍ ماہ محرم الحرام ۱۳۹۴ھ ہجری

بروز جمعہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

مجلس

علامہ میاں عبدالغفور سجاوندیؒ

معہ مقالہ تمہیدی (در بیان مہدیت)

مقالہ تمہیدی

امام مہدی آخر زماں کہ در کونین
جزا و کسے نبود مثلِ احمدؐ مختار

(علامہ شمسیؒ)

اللہ تعالیٰ کے خاص الخاص بندوں کا اللہ سے ولایت یعنی قرب کے ذریعہ اللہ سے ہدایت پانا جو خاص الخاص مرتبۂ مہدیت ہے اس کے چار نام قرآن مجید میں ملتے ہیں۔ نبوت، رسالت، خلافت اور امامت چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام کے حق میں فرمایا ہے۔

اِنِّی جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَه — میں بنانے والا ہوں زمین میں خلیفہ

پھر حضرت داؤد علیہ السلام کے حق میں فرمایا۔

یَادَاوٗدُ اِنَّا جَعَلۡنَاکَ خَلِیۡفَةً فِی الۡاَرۡضِ فَاحۡکُم بَیۡنَ النَّاسِ بِالۡحَقِّ — اے داؤد ہم نے تجھ کو بنایا ہے خلیفہ (نائب) زمین پر پس تو حکم کر لوگوں میں حق کے ساتھ

نیز حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حق میں فرمایا۔

اِنِّی جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اماماً — میں بنانے والا ہوں تجھ کو لوگوں کا پیشوا

اور نبوت و رسالت کے القاب کا ذکر تو قرآن میں جا بجا ہے اور جب حضرت رسالت پناہؐ پر نبوت و رسالت ختم ہوئی اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

ما کان مُحَمَّد اَبا اَحَدٍ مِن رِّجَالِکُم — محمدؐ کسی کا باپ نہیں تمہارے مَردوں میں سے لیکن اللہ

وَلکن رسول اللّٰہِ و خاتم النبیّین　　کا رسولؐ ہے اور خاتم ہے تمام نبیوں کا

اور اُمت کو معلوم ہوا کہ اب اور کوئی نبی ورسولؐ قیامت تک نہ ہوں گے تو یہ سوال پیدا ہونا لازمی تھا اور ہوا کہ قیامت کب ہوگی اس کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے پھر قیامت قائم ہونے تک زیادہ عرصہ ہوا اور کوئی نبی ورسولؐ نہ آئے تو اُمت گمراہی اور ہلاکت سے کیسے محفوظ رہے گی؟ اسی سوال کا جواب تھا جو آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا۔

لن تھلک امة انا فی اولھا و عیسیٰ　　ہرگز ہلاک نہوگی ایسی اُمت جس کے شروع میں مَیں ہوں

فی اٰخرھا والمھدی فی وسطھا　　اس کے آخر میں عیسیٰؑ ہونگے اور بیچ میں مہدیؑ

یہ حدیث حافظ ابونعیمؒ نے انی کتاب اخبارالمہدیؑ میں لکھی ہے اور اسی کی ہم معنی ایک حدیث مسند رزین میں آئی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

کیف تھلک امة انا اولھا والمھدیؑ　　کیسے ہلاک ہوگی ایسی اُمت جس کے شروع میں مَیں ہوں

وسطھا والمسیح آخرھا الخ　　وسط میں مہدیؑ ہوں گے اور آخر میں مسیح عیسیٰؑ ہوں گے

اس حدیث کے راویوں کے سلسلہ کو سلسلۃ الذہب یعنی سنہری سلسلہ کہا گیا ہے اور اسکا ذکر بحوالہ مُسند رزیں حدیث کی مشہور و معروف کتاب مشکوٰۃ والمصابیح کے باب ثواب ہذاالامۃ میں آیا ہے اس حدیث کے مضمون سے یہ ظاہر ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیانی زمانے میں اُمت کو گمراہی اور ہلاکت سے بچانے کے لئے حضرت مہدی علیہ السلام کے آنے کا ذکر فرمایا تھا، پھر جب یہ سوال ہوا کہ مہدیؑ کس قبیلہ سے ہوں گے تو آنحضرتؐ نے یہ بھی ظاہر فرمایا کہ وہ میرے اہل بیت سے ہوں گے اس معنی کی بھی کئی روایتیں کتب صحاح میں آئی ہیں ان میں سے بعض میں یہ بھی ذکر ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا مہدیؑ کا نام میرا نام اور ان کے باپ کا نام میرے باپ کا نام ہوگا منجملہ ان حدیثوں کے ایک یہ ہے کہ حضرت رسول اللہؐ نے فرمایا۔

المھدیّ مِن عترتی مِن وُلْدِ فاطمة　　مہدیؑ میرے اہل بیت سے فاطمہؓ کی اولاد سے ہونگے

یہ حدیث سنن ابوداوٗد میں آئی ہے۔اس میں حضرت مہدیؑ کے اہل بیت نبیؐ سے ہونے کے علاوہ، اولاد فاطمہؓ سے ہونے کی بھی صراحت ہے۔

مضمون مندرج بالا کو بہ غور دیکھنے اور سمجھنے سے معلوم ہوگا کہ نبوت ورسالت یعنی بواسطۂ جبرئیلؑ وحی احکام خدا پانے کے دعوے کے ساتھ مہدیت خاصہ کا زمانہ ختم ہونے کے بعد اظہار ولایت یعنی بغیر کسی واسطہ کے بذریعہ قرب حق تعالیٰ احکام حق تعالیٰ پانے کے دعوے کے ساتھ مہدیت خاصہ کا ایک آخری منصب باقی تھا اسی کو محققین اُمت نے منصب ختم ولایت محمدیؐ سے تعبیر کیا تھا اور اسی منصب پر مامور ہونے والے خلیفۃ اللہ اور امام اُمت کی آمد کا وعدہ حضرت رسالت پناہؐ نے مہدیؑ کے لقب سے فرمایا اسی لئے خدا کے آخری خلیفہ اور اُمت کے سب سے بڑے امام تابع تام و قائم مقام محمد مصطفٰے علیہ السلام کا لقب مہدیِ موعود (امام آخرالزماں خاتم الاولیاء وخاتم ولایت محمد مراداللہؑ ہوا، اور یہ ظاہر ہے کہ جس طرح ہر نبیؑ ورسولؐ کی تصدیق فرض ہوئی اور ان کا انکار کفر ہوا اسی طرح امام

آخرالزماں مہدیِ موعود خلیفۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق فرض اور انکار کفر ہے اور جب حسب مشیت الٰہی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نور و ظہور ہوگا تو ان کی بھی تصدیق فرض ہوگی اور انکار کفر ہوگا۔

حضرت رسالت پناہ صلعم کے بعد جیسا کہ بعضے بندگان نفس و ہویٰ نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ ویسے ہی بعضے ہوئی پرستوں نے جاہ و سلطنت کی خاطر مہدیت کا دعویٰ کیا، لیکن اُن کا انجام وہی ہوا جو جھوٹے مدعیانِ نبوت کا ہوا تھا اور بعضے اہل اللہ نے اپنے مقام کو سمجھنے میں مغالطہ میں پڑ کر اپنے آپ کو مہدیِ موعودؑ سمجھا اور دعوئے مہدیت کیا تھا اپنے اس دعوئے پر مصر نہیں رہے بلکہ ان میں سے ہر ایک نے حقیقت حال سے آگاہ ہو کر اور اپنی ذات میں خلافتِ الٰہیہ کی خصوصیات کو نہ پا کر اپنے دعویٰ سے رجوع کر لیا بالآخر اللہ کے حبیب خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰؐ کا وعدہ پورا ہونے کا زمانہ بھی آ گیا اور حضرت امامنا بندگی میراں سید محمد مہدیِ موعود خلیفۃ اللہ خاتم ولایت محمدیؐ مراد اللہ علیہ السلام کی ولادت شہر جون پور علاقہ ہند میں بتاریخ ۱۴/ جمادی الاول شب دوشنبہ ۸۴۷ھ میں ہوئی حضرت رسالت پناہ صلعم کے سال ولادت کا مادہ تاریخی شارع (۵۷۱ھ) اور حضرت امامنا مہدیِ موعود خاتم ولایت محمدیؐ کے سال ولادت کا مادۂ تاریخی شمس ولایت (۸۴۷ھ) ہے۔

حضرت امامنا علیہ السلام کو اگرچہ ابتداء عمر ہی سے حق تعالیٰ کی جانب سے علم لدنی تمام و کمال عطا ہو چکا تھا اور تمام کتب سماوی از بر یاد تھیں لیکن علماء ظاہری کی الزام دہی اور اتمام حجت ظاہری کے لئے حق تعالیٰ نے آنحضرتؑ سے علم ظاہری کی تحصیل کروائی پس سات سال کی عمر میں آپؑ نے قرآنِ مجید حفظ فرمایا اور بارہ سال کی عمر میں آپؑ کے ظاہری معلم میاں شاہ دانیالؒ اور دیگر علماء شہر نے آپؑ کو علوم ضروریہ کی تحصیل سے فارغ بحث و مباحثہ میں شیر حقائق و معارف کے اظہار و بیان میں دلیر پا کر اسد العلماء کا خطاب دیا وہیں سے آپؑ کی ولایت وعظمت کا چرچا ہوا حضرت خواجہ خضرؑ نے بھی آنحضرتؑ سے مل کر حضرت رسول خداؐ کی امانت تعلیم ذکر خفی۔۔۔ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه آپؑ کے حوالہ کی اور خواجہؑ آنحضرتؑ سے تلقین ہو کر میاں شاہ دانیالؒ اور آنحضرت علیہ السلام کے برادر میراں سید احمد کو بھی آنحضرتؑ سے تلقین کروایا اور جو بات آنحضرتؑ کو خدا کی طرف سے معلوم ہو رہی تھی کہ اے سید محمدؑ تو ہی خاتم ولایت محمدی مہدیِ موعودؑ ہے وہی حضرت خضرؑ نے بھی آنحضرتؑ سے بیان کر دی اور اسی وقت آنحضرتؑ کی مہدیت کی تصدیق خواجہ خضرؑ کے ساتھ میاں شاہ دانیالؒ اور میراں سید احمدؒ نے کی لیکن آنحضرتؑ دعوئے مہدیت کا تاکیدی حکم خدا کی طرف سے نہ ہونے تک محض احیاء شریعت وازالۂ رسم و عادت و بدعت کے وعظ فرماتے رہے اور بیانِ کلام اللہ کے ساتھ خلق کو خدا کی توحید و عبادت کی طرف بلاتے رہے آنحضرتؑ کے مجالس وعظ و بیان میں ہزارہا اشخاص کا مجمع رہتا تھا حتٰی کہ بادشاہ وقت سلطان حسین شرقی بھی آنحضرتؑ کا مرید ہو چکا تھا اور آنحضرتؑ کے ہمراہ کئی دفعہ اس نے کفار دشمنان اسلام سے جہاد کئے تھے۔ آخری جہاد دلپت راؤ والیٔ گوڑ سے ہوا جس میں دلپت خود آنحضرتؑ کے ہاتھوں مقتول ہوا اور اس کے دل پر نقش بت دیکھ کر اور اس کی زبان سے اس کی موت کے وقت اسی معبود باطل کا نام سن کر آنحضرتؑ نے فرمایا سبحان اللہ باطل کی پرستش کا یہ اثر ہے حق کی تاثیر کیا کچھ نہ ہوگی، اور اسی وقت آنحضرتؑ کو حکم خدا ہوا کہ اے سید محمد ہم نے تجھ کو اسلئے نہیں پیدا کیا کہ تو گھوڑوں پر سواری کرے اور دنیا کے کروفر میں رہے۔ بلکہ ہم نے تجھے خاص اپنے لئے پیدا

کیا اور اپنے دیدار کی طرف خلق کی دعوت کے لئے تجھے بھیجا ہے یہ فرمان سنانے کے بعد آنحضرتؑ پر جذبہ کی کیفیت طاری رہی ایسی کہ صرف اوقات نماز میں ہوشیار ہوتے پانی طلب فرماتے بی بیؓ وضو کرواتیں آپؑ فرض وقتی ادا فرما کر پھر بیہوش ہو جاتے تھے سات سال تک یہی حال رہا اس اثناء میں جب کہ ایک دفعہ بی بیؓ نے معروضہ کیا کہ میرانجی کئی سال گذر چکے ہیں کہ ایک دانہ کھانے کا اور ایک قطرہ پانی کا حضور کے قالب مبارک میں نہیں پہنچا تو آنحضرتؑ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ جو کچھ بندے کی غذا ہے بندے کو پہنچتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرتؑ نے فرمایا جو روح کی غذا ہے وہی قالب کی غذا ہوگئی ہے پھر ایک دفعہ اسی جذبہ کے دوران میں آنحضرتؑ جب ہوشیار ہوئے تو بی بیؓ نے عرض کیا کہ میرانجیؑ کیا حال ہے جو آپؑ اس طرح دنیا و مافیہا سے بے خبر رہتے ہیں تو آنحضرتؑ نے فرمایا کہ تجلیات الوہیت پے در پے ایسی ہوتی ہیں کہ اگر ان دریاؤں کا ایک قطرہ بھی کسی نبی مرسلؑ یا ولی کاملؒ کو ملے تو تمام عمر اُس کو کوئی آگاہی اس علام کی نہ رہے خدائے تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ اے سید محمدؑ اس واسطے سے کہ ہم نے تجھے خاتم ولایت محمدیؐ کیا ہے تجھ سے فرائض ادا کرواتے ہیں۔ غرض اس طرح سات سال بلا طعام و آب جذبہ میں غلبۂ سکر کی حالت میں گذرنے کے بعد پانچ سال صحو دتام سکر کی درمیانی حالت میں بحالت جذبہ گذرے اسی مدت میں کبھی کبھی کچھ غذا آنحضرتؑ نے نوش فرمائی جس کی مجموعی مقدار ساڑھے سترہ سیر ہوئی بحالت جذبہ پورے بارہ سال گذرنے کے بعد صحو تمام کی حالت میں چالیس سال کی عمر میں آنحضرتؑ اپنے وطن جونپور سے ہجرت کی اور فرمایا کہ حق تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ اے سید محمدؑ ہمارے لئے ہجرت کر، حج بیت الحرام کو جا وہیں تیرے دعویٰ کا ظہور ہوگا۔ اسی زمانے سے ولایت اور دیدار کے اظہار کا حکم پا کر طلب دیدار خدا ہر مرد و زن پر فرض ہونے کا حکم جو لازمہ اظہار ولایت محمدیؐ کا تھا خدا کی طرف سے سنایا اور دیگر احکام متعلقہ بہ ولایت محمدیؐ نافذ فرمائے اور تلقین ذکر خفی کے ساتھ طلب دیدارِ خدا کی جانب خلق کو بلاتے رہے جونپور سے نکلنے کے وقت سلطان حسین بادشاہ جونپور بھی حضرتؑ کے ہمراہ چلنا چاہتا تھا لیکن آنحضرتؑ نے اس کو ایمان کی بشارت دیکر وہیں رہنے کی رضا دی وہاں کے قاضی علی محمد اور چند اشخاص پروانہ وار آنحضرتؑ کے اہل قبیلہ کے ہمراہ روانہ ہوئے پھر جہاں جہاں آنحضرتؑ نے نزول جلال فرمایا مریدین و مہاجرین کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا ۹۰۱ھ میں خانہ کعبہ میں بعد طواف رکن و مقام کے درمیان منبر پر چڑھ کر مجمع خاص و عام میں آنحضرتؑ نے حکم خدا سے یہ دعویٰ فرمایا کہ **انا المهدی الموعود من اتبعنی فهو مومن** (ترجمہ) میں ہی مہدیِ موعودؑ ہوں جس نے میری اتباع کی وہی مومن ہے اس وقت شاہ نظامؓ اور قاضی علاء الدین بدریؓ نے اتباع کے اقرار کے ساتھ بیعت کی اور آپؑ کے دعوے پر امنا وصدقنا کہا آنحضرتؑ نے قاضی بہ دو گواہ راضی کہہ کر اپنا ہاتھ روک لیا اور ایک مرد عرب کے سوا کسی اور کی بیعت نہیں لی اور سب حاضرین سکتہ کے عالم میں رہے جب آنحضرت خانۂ کعبہ سے اپنے قیام گاہ پر واپس ہوئے تو وہاں کے لوگ آپس میں کہنے لگے کہ اس ہندی سید نے بہت بڑا دعویٰ کیا ہے ان سے چل کر پوچھنا چاہیئے پھر ان ہی میں سے بعضوں نے کہا کہ جب اسی وقت ان سے کچھ نہیں پوچھ سکے تو اب کیا پوچھو گے اس کے بعد کچھ عرصہ مکہ معظّمہ میں قیام کے بعد آنحضرتؑ نے مدینہ طیبہ کے سفر کا قصد فرمایا ساتھ ہی حضرت رسالت پناہؐ کی روح مبارک سے حکم ہوا کہ تم یہاں سے گجرات جاؤ وہاں تمہارے دعویٰ کا ظہور بہ تاکید ہوگا پھر آنحضرتؑ گجرات آئے اور ۹۰۵ھ میں بمقام بڑلی

بتاکید شدید حکم خدا پا کرحکم خدا سے یہ دعویٰ موکد فرمایا کہ۔

انا المهدی الموعود خلیفة الله تابع محمد — میں ہی مہدیِ موعوداللہ کا خلیفہ اور محمد رسول اللہ کا تابع ہوں

رسول الله من اتبعنی فهو مومن — جس نے میری اتباع کی وہ مومن ہے اور جس نے

و من انکرنی فقد کفر (مولود شریف عبدالرحمٰنؒ) انکار کیا وہ کافر ہے

اس دعوئے موکد کے بعد ہی آنخضرتؑ نے چھ اصول دین حسب ذیل بیان فرمائے۔

(۱) ترک دنیا، (۲) عزلت از خلق، (۳) ذکر خدا علی الدوام، (۴) طلب دیدار خدا، (۵) توکل تمام برذات خدا، (۶) مہدی کے منکر کو کافر جاننا۔ (انصاف نامہ)۔ان پانچ اصول عملی دین از روئے طریقت ہیں اور ایک اصل اعتقادی ہے اس طرح دین اسلام جو بوجہہ شریعت حضرت محمد مصطفٰے خاتم الانبیاء صلعم کی ذات سے کامل ہوا تھا بوجہہ طریقت حضرت مہدیِ موعود خاتم ولایت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات سے کمال کو پہنچا اور ان اصولِ طریقت کی پابندی کرنے والوں ہی کو آنخضرتؑ نے حکم خدا اور کلام خدا سے صادقین فرمایا، اوران کی صحبت میں رہنے اوران کی صحبت کی خاطر گھر اور وطن سے ہجرت کو حکم خدا سے فرض فرمایا پس آنخضرتؑ کے زمانہ سے فقراء خدا تارکان دنیا جن کے حق میں آیت کریمہ الفقراء الذین احصروا فی سبیل الله ۔تا آخر نازل ہوئی ہے اور جو عہد ظہور ولایت سے قبل تک دنیاداروں سے الگ مساجد کے صحنوں، خانقاہوں اور دیگر تنہائی کے گوشوں میں رہا کرتے تھے آنخضرتؑ کے زمانۂ حیات تک آنخضرتؑ کے ساتھ سفر وحضر میں جہاں کہیں رہے ایک دائرے میں رہے پھر آنخضرتؑ کے اصحابؓ کے دائرہ دنیاداروں کی بستیوں سے الگ جگہ جگہ بندھے گئے اس طرح فی سبیل اللہ حصار میں جنکا ذکر قرآن میں آیا ہے علانیہ متعین ہوگئیں ان دائروں کے رہنے والے مہدوی فقراء خدا و طالبانِ خدا کہلانے لگے اوران دائروں کے باہر دنیاداری میں رہنے والے لیکن فی سبیل اللہ ہجرت کا ارادہ رکھنے والے مہدوی موافقین و کاسبین کہلانے لگے۔ نیز آنخضرتؑ نے ہر رزق جدید کا عشر خدا کی راہ میں نکالنا۔ ہر مالدار اور مسکین پر فرض فرمایا اور طالبانِ خدا میں فتوح یعنی فی سبیل اللہ آنے والے رزق کا عشر نکال کر بقیہ نو حصوں کی تقسیم علی السویہ فرض فرمائی اور عشر کو مضطروں کا حق فرمایا اور ذکر خدا میں بوقت شب نوبت یعنی باری باری سے شب بیداری طالبانِ خدا کی جماعت پر فرض فرمائی۔اور ضروریات دین اور دائرے کے لئے سب طالبانِ خدا کی جماعت پر اجماع کو فرض فرمایا اور جب آنخضرتؑ کی عمر مبارک کے تین سال باقی رہے تب آنخضرتؑ نے حکم خدا سے رمضان کی ستائیسویں شب کا شب قدر ہونا ظاہر فرمایا اوراس شب کے ظاہر ہونے کے شکریہ میں دو رکعت نماز بعد نماز فرض وسنت عشاء آنخضرتؑ پر اصالتہ اور آنخضرتؑ کی متابعت میں آپؑ کے تمام پیروؤں پر فرض ہوئی اور تمام فرائض شریعت کی ادائی مطابق دستور اہل سنت والجماعت حسب سابق آنخضرتؑ نے جاری رکھی اور اکثر و بیشتر عقاید واعمال میں امام اعظمؒ کی موافقت کی ہدایت فرمائی اور بعض عقائد واعمال میں امام شافعیؒ کی موافقت کا حکم دیا اور نماز جمعہ وعیدین کے وہی شرائط صحیح فرمائے جو احناف کے پاس مسلم ہیں۔اور آنخضرتؑ نے اپنے دعوئے مہدیت کے اظہار کے بعد سے کوئی نماز اپنے کسی منکر کے پیچھے نہیں پڑھی جہاں کہیں شرائط جمعہ موجود ہونے پر نماز جمعہ کے لئے آپؑ جامع مسجد جاتے تھے وہاں

امامِ موافق یا ساکت ہی کے پیچھے آنحضرتؑ نے نماز جمعہ پڑھی ہندوستان کے متعدد شہروں کے سلاطین مثلاً سلطان حسین شرقی بادشاہ جونپور احمد نگر کا بادشاہ احمد نظام الملک بیدر کا بادشاہ، ملک قاسم برید، اور مالوہ کا بادشاہ سلطان غیاث الدین دعوئے موکد سے پہلے ہی حضرتؑ کی مہدیت کے مصدق مریداں با اخلاص و معتقدان خالص ہو چکے تھے اور دعوئے موکد کے بعد سلطان محمود بیگڑہ بادشاہ گجرات کے اکثر و بیشتر عزیز و اقارب امراء دربار بھی مرید و مصدق آنحضرتؑ کے ہوئے، اور خود سلطان محمود بھی معتقد ہو چکا تھا۔ اور آنحضرت کی ملاقات کیلئے آنا چاہتا تھا لیکن علماء دنیا پرست نے اس کو ملنے نہیں دیا بلکہ زوال سلطنت کا خوف دلا کر اس سے اآنحضرتؑ کے اخراج کا حکم صادر کروایا لیکن آنحضرتؑ نے حکم خدا سے جب وہاں سے کوچ کیا تو فرمایا کہ میرا قیام اور میرا سفر دونوں حکم خدا سے ہس اور یہ نادان جو ہمارے اخراج پر آمادہ ہوتے ہیں تو دونوں جہاں کی روسیاہی مول لیتے ہیں۔ ان حکّام امراء و علماء کے چہرے دو وجہ سے سیاہ ہوں گے ایک تو اس وجہ سے کہ اگر میں ان کے نزدیک حق پر تھا اور حق کی طرف بلا رہا تھا انہوں نے حق کا ساتھ کیوں نہیں دیا۔ اور حق کی مدد کیوں نہیں کی اور اگر میں ان کے نزدیک باطل پر تھا تو کیوں انہوں نے مجھے قائل نہیں کیا کتاب وسنت پیش کر کے اس کی موافقت میں انہوں نے مجھ سے بحث کیوں نہیں کی چاہیئے تو یہ تھا کہ مجھے قید کرتے برس دو برس بلکہ اس سے زیادہ عرصہ تک اور تمام علماء عالم کو جمع کر کے مجھ سے بحث کرتے اگر میرا قول و فعل کتاب وسنت کے خلاف ثابت ہوتا تو مجھ سے رجوع لیتے اور اگر میں رجوع نہ کرتا اور ضلالت پر مصر رہتا تو مجھے قتل کر ڈالتے پھر یہ کیا سمجھ کر اپنے علاقہ سے میرا اخراج کرتے ہیں کیونکہ میں ان کے زعم باطل کے مطابق گمراہی پر ہوں تو جہاں بھی جاؤں گا خلق کو گمراہ کروں گا اس کا وبال انہی کی گردن پر ہوگا جس کسی علاقہ سے آنحضرتؑ کو نکل جانے کے لئے کہا گیا آنحضرتؑ نے علی الاعلان یہی کہلایا اور اس مضمون کا مکتوب بھی سلطان بیگڑہ کو روانہ فرمایا لیکن نہ کسی کو آنحضرتؑ سے بحث و مباحثہ میں کامیابی ہوئی نہ آنحضرتؑ کے قید و قتل پر کوئی قادر ہو سکا بلکہ مخالفت کرنے والے بھی یہی کہتے رہے کہ سید محمد ولی کامل ہیں ان سے مقابلہ کی تاب ولیاقت کسی میں نہیں جب آنحضرتؑ شہر بڑلی سے نکل کر جالور ہوتے ہوئے جیسلمیر پہنچے یہ ریاست ہنود کی تھی اور یہاں گاؤ کشی سخت ممنوع تھی یکا یک آنحضرتؑ کے قافلہ کا ایک بیل بے طاقت ہو کر گر پڑا اصحابؓ میں سے کسی نے آنحضرتؑ سے معروضہ کیا کہ ایک جانور قریب المرگ ہے مگر یہ علاقہ مشرکوں کا ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہوتا ہے۔ آنحضرتؑ نے توجہ کر کے فرمایا کہ جاؤ ذبح کر دو یہ اطلاع جب وہاں کے لوگوں کو ہوئی کہ یہ لوگ گائے کو ذبح کر کے اس کا گوشت آپس میں تقسیم کر رہے ہیں تو انہوں نے بڑا ہی شور و غل مچایا یہ خبر راجہ تک پہنچائی اس نے پہلے تو جنگ کیلئے سپاہی بھیجنے کا ارادہ ظاہر کیا پھر اپنے ایک مشیر کی رائے سے اس بات پر آمادہ ہوا کہ خود چل کر دیکھے کہ یہ کون لوگ ہیں کیسے انہوں نے یہاں اس کام کی جرأت کی چنانچہ راجہ اپنے مصاحبوں کے ساتھ آنحضرتؑ کے قیام گاہ پر آیا جب آنحضرتؑ کے روبرو ہوا تو بے اختیار حضرتؑ کے قدموں پر گر پڑا پھر دست بستہ کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ گائے کے پیدا کرنے والے نے گائے کو مارا ہے ہم جنگ کس سے کریں پھر نہایت ادب و تعظیم بجالا کر آنحضرتؑ سے رخصت پا کر اپنے محل کو واپس ہوا۔ اور بہت کچھ سامان طعام راہِ خدا میں آنحضرتؑ کی خدمت میں بھیجا جب وہاں سے آنحضرتؑ ناگور ہوتے ہوئے سندھ کے علاقے میں پہنچے تو وہاں کے حاکم جام نندا نے علماء سو کے بہکانے سے آنحضرتؑ کے ساتھ مخالفت شروع کی اور شہر ٹھٹھ سے

جہاں آنحضرتؑ قیام فرماتھے نکل جانے کا حکم بھیجا (لیکن آنحضرتؑ نے کہلا دیا کہ جب تک خدا کا حکم نہ ہو یہاں سے ہم نہیں ہٹیں گے یہ سنکر اس نادان نے جنگ کی تیاری کی لیکن وہاں کے بہت سارے علماء وامراء آنحضرتؑ کے مصدق ومرید ہو چکے تھے اس کا جنگ کا منصوبہ پورا نہ ہوا بلکہ اس کو نادم ہوکر اپنی جگہ خاموش رہنا پڑا پھر جب خدا کا حکم ہوا تو آنحضرتؑ وہاں سے خراسان روانہ ہوئے وہاں کے متعدد علاقہ جات قندہار کابل فرہ افغانستان ہرات وغیرہ کے اکثر خاص وعام علماء وامراء حتی کہ بادشاہ وقت سلطان حسین میرزا اور ہرات کے نامی گرامی علماء شیخ الاسلام ملاشہ بیگ ملاعلی فیاض وغیرہما سب کے سب آنحضرتؑ کے حلقہ مصدقین میں داخل ہوئے شہر فرہ ہی میں قیام کے زمانہ میں ۹۱۰ھ میں بتاریخ ۱۹/ ماہ ذی قعدہ آنحضرتؑ کی وفات واقع ہوئی آنحضرتؑ کے حالات جو مختصراً یہاں بیان ہوئے ہیں ان کی تفصیلات آنحضرتؑ کے معجزات اور صحابہؓ کی تصدیق کے واقعات کتب موالید سیر مثلاً مولود مولفہ شاہ عبدالرحمٰنؒ۔ حجۃ المصنفین۔ مطلع الولایت۔ شواہد الولایت۔ وغیرہما میں مرقوم ہیں اور یہ سب کتابیں دارالاشاعت کتب سلف الصالحین جمعیۃ مہدویہ کی جانب سے شائع ہو چکی ہیں۔ والحمدللہ علی ذالک۔

آنحضرتؑ کے زمانہ حیات تک جن لوگوں نے تصدیق نہیں کی تھی نہ انکار کیا تھا ساکتین کہلاتے تھے آنحضرتؑ کے بعد ان لوگوں میں سے جو مہدویوں میں شامل ہوئے موافقین کہلائے اور جو منکرین میں شامل ہوئے مخالفین کہلائے اور بہ لحاظ حرمت کلمہ گوئی جو امور ان کے ساتھ روا رکھے گئے ہیں سلام علیک، ان کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا، مناکحت اور نماز جمعہ وعید کے شرائط موجود ہونے کی صورت میں بقصدِ تعظیم شعار اسلام ان کے ساتھ ان نمازوں کی ادائی (منہاج التقویم)۔

حضرت امامنا علیہ السلام کی بعثت کے بعد سے آنحضرتؑ کے زمانہ سے تاحال عقیدۂ مہدیت کے بارے میں آنحضرتؑ کے موافقین ومخالفین کے درمیان بے شمار مباحثے ومناظرے ہو چکے ہیں جن میں سے بعض کے احوال کتب تواریخ وسیر مثلاً منتخب التواریخ بدایونی۔ نجات الرشید اور تاریخ فرشتہ وغیرہما میں مذکور ہیں اسی سلسلہ کی مشہور ومعروف کتابیں۔

میاں شیخ مصطفےٰ گجراتیؒ کا مناظرہ ہے جو اکبر بادشاہ کے روبرو کئی مجالس میں ہوا تھا۔ اس کی پوری روداد جو خود میاں مصطفےٰؒ نے قلمبند کی تھی مجالس خمسہ کے نام سے ترجمہ دارالاشاعت جمعیۃ مہدویہ سے دوبار شائع ہو چکی ہے اور ایک مناظرہ جو تقریباً ۱۰۱۶ھ میں نواب خانخاناں اور علامہ زماں میاں عبدالغفور سجاوندیؒ کے درمیان ہوا اور خود میاں عبدالغفورؒ نے اس کو قلم بند فرمایا تھا۔ مجلس میاں عبدالغفوسجاوندیؒ کے نام سے اس کی نقلیں قوم میں منتشر ہوئی تھیں۔

اس فقیر کو اس کا ایک نسخہ اپنے جدامجد حضرت مرشدنا ومولانا میاں سید ابراہیم عرف مبارک حضرت مولوی منور میاں صاحبؒ کا قلمی ودستخطی ملا اس کی نقل معہ ترجمہ ومقالہ ہذا منجانب دارالاشاعت جمعیۃ مہدویہ ہدیہ ناظرین ہے واللہ الموفق والمعین۔

المرقوم ۱۰/ ماہ ربیع الثانی ۱۳۸۲ھ

راقم

سید خدا بخش رشدی مہدوی

مجلس

علامہ میاں عبدالغفور سجاوندیؒ

(میاں عبدالغفورؒ بن میاں عبدالمومنؒ سجاوندی اور نواب عبدالرحیم خان خانخانان کا مناظرہ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اے پروردگار سکھلا مجھے نیکی اور بھلائی اور عطا فرما مجھے تیری طرف رجوع اور آخرت کی بہتری درود نازل فرمائے اللہ نبیؐ اور مہدیؑ پر کہ دونوں علمبردارانِ حمد ہیں اور ان دونوں کے آل واصحابؓ پر جو عطا نعمتِ ابدی کے سزاوار ہوئے امابعد معلوم کیجیو خدا تمہیں دونوں جہاں میں نیک بخت کرے یہ چند کلمات جو نواب خانخاناں کے روبرو بیاں کئے گئے تھے قاسم زماں میاں سید قاسمؒ ابن میاں سید یوسف نوراللہ مرقدہٗ کے حکم سے قلم بند کئے گئے ہیں جب یہ فقیر اور فقیر کے برادر میاں کریم محمد نواب مذکور کے روبرو گئے تو ہم نے السلام علیکم کہا جواب میں نواب نے وعلیکم السلام کہا اور دوزانو بیٹھ کر ہم کو اپنے نزدیک بٹھلایا اور کہا کہ میں چاہتا یہی تھا کہ آپ لوگوں میں سے کسی سے ملاقات کر کے آپ کے عقیدہ اور مذہب سے آگاہی حاصل کروں اس فقیر نے کہا ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی رسالت آپؐ کے چار اصحابؓ کی خلافت اور میراں سید محمد مہدیِ موعودؑ کی امامت برحق ہے باقی ہمارے سب عقائد اہل سنت والجماعۃ کے مانند ہیں۔ اور ہمارے بہت سے اعمال امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مذہب کے موافق ہیں نواب نے یہ سُن کر خود بھی اس مضمون کو دہرایا اور کہا کہ تم خدائے تعالیٰ کو ایک جانتے ہو میں نے کہا ہاں پھر کہا کہ حضرت محمد مصطفےٰؐ کی رسالت کے قائل ہو میں نے کہا ہاں پھر کہا چار اصحابؓ یہی چار جو ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، اور علی رضی اللہ عنہم ہیں ان کی خلافت کو برحق مانتے ہو میں نے کہا ہاں پھر نواب نے کہا کہ سید محمد کی امامت کا اعتقاد تم نے کیسے کرلیا مہدیِ موعودؑ کے بارے میں تو بہت شرائط ہیں کیا وہ سب شرائط تم نے سید محمدؑ کی ذات میں پا کر قبول کیا یا پھر کیسے تم نے ان کو قبول کرلیا میں نے کہا مہدی علیہ السلام کے باب میں بہت شرائط مشخص نہیں ہوئے ہیں یہ سنکر نواب نے بہت تعجب کیا اور کہا نہیں نہیں مہدیؑ کے باب میں بہت شرائط ہیں اس فقیر نے کہا ایسا نہیں ہے نواب نے اس بات کو صحیح نہ سمجھا اور کہا نہیں نہیں اس باب میں بہت شرائط ہیں اس فقیر نے کہا اس زمانہ تک اس باب میں بہت شرائط ہونا اگلے لوگوں کی کتابوں میں اگلے علماء کے اتفاق سے نہ کسی نے دیکھا ہے نہ ہم نے پایا ہے اگر تم نے کہیں دیکھا ہے تو دکھلاؤ ہم بھی دیکھیں گے کہ وہ کونسے شرائط ہیں آیا وہ میراں سید محمد مہدیِ موعودؑ کی ذات میں ہیں یا نہیں ہیں یہ سنکر نواب نے سکوت

اختیار کیا، پھراس فقیر نے کہا مہدی علیہ السلام کے ظہور کے باب میں روایتوں میں بہت اختلاف ہے اسی وجہ سے علماء سلف بہت شرائط مشخص نہیں کر سکے صرف دو شرطیں انہوں نے بیان کیں ہیں کہا وہ کونسی دو شرطیں ہیں۔

میں نے کہا امام بیہقیؒ نے اپنی کتاب شعب الایمان میں فرمایا ہے لوگوں نے مہدیؑ کے ظہور کے معاملہ میں اختلاف کیا تب ایک جماعت نے توقف سے کام لیا اور اصل علم اللہ پر رکھ چھوڑا اور یہ اعتقاد رکھا کہ مہدیؑ فاطمہؓ بنت رسول اللہؐ کی اولاد سے ہوں گے اللہ تعالیٰ جب چاہے گا ان کو پیدا کرے گا اور اپنے دین کی نصرت کے لئے ظاہر فرمائے گا میں نے عربی عبارت پڑھ کر کہا کیا آپ نے اس کا مطلب سمجھ لیا تو نواب نے کہا کہہ دیجئے میں نے کہا لوگوں نے اختلاف کیا ہے مراد بہتر (۷۲) فرقوں کے لوگ ہیں جو اسلامی فرقے مشہور ہیں اختلاف انہی کے درمیان ہوا بعضوں نے کہا کہ مہدیؑ اور عیسیٰؑ ایک زمانے میں جمع ہوں گے اور ایک دوسرے کی اقتداء کریں گے یا یہ کہ مہدیؑ عیسیٰؑ کی اقتداء کریں گے اور بعضوں نے یہ اعتقاد باندھ لیا کہ مہدیؑ اولاد عباس سے ہوں گے۔ایسا ہی ان کے مقام پیدائش مقام دعویٰ وقت ظہور اور مقام ظہور کے متعلق بھی مختلف باتیں ہوئیں پس ایک جماعت نے توقف کیا یعنی اہل سنت والجماعت نے اس معاملہ میں توقف سے کام لیا اور کوئی اختلافی بات اختیار نہیں کی اور یہ بات معلوم ہے کہ توقف اسی صورت میں ہوتا ہے جبکہ دلیلیں باہم ٹکراتی ہیں اور ایک کو دوسری پر ترجیح کا موقع نہیں رہتا اسی لئے انہوں نے خاموشی اختیار کی اور علم اصلی اس کے عالم پر رکھ چھوڑا یعنی اہل سنت والجماعت نے مہدیؑ کی آمد کے علم اصلی کو اس کے عالم حقیقی ذاتِ بارتعالیٰ پر رکھ چھوڑا یعنی کسی اختلافی بات کو انہوں نے داخل اعتقاد نہیں کیا بلکہ صرف یہ اعتقاد رکھا کہ مہدیؑ فاطمہؓ بنت رسول اللہؐ کی اولاد سے ایک ہوں گے پھر میں نے کہا کہ یہی ایک شرط دو شرطوں میں سے ہے یعنی اہل سنت والجماعت نے یہ اعتقاد رکھا کہ مہدیؑ بنی فاطمہؓ ہوں گے اور اللہ تعالیٰ جب چاہے گا انہیں پیدا کرے گا یعنی خدائے تعالیٰ مہدیِ موعودؑ کو جب چاہے گا پیدا کرے گا کسی وقت اور مقام کا تعین انہوں نے نہیں کیا اور یبعثہٗ نصرۃ لدینہٖ (اور بھیجے گا اللہ تعالیٰ مہدیؑ کو اپنے دین کی مدد کے لئے) یہی دوسری شرط ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا اپنے دین کی نصرت کے لئے مہدیِ موعودؑ کو بھیجنا دوسری شرط ہے پس علماء سلف کے قرار داد اور پیشوایان اہل ہدایت کے مسلک کے نظر کرتے یہ بات بالکل ہیچ ہے کہ حضرت میراں سید محمد بن سید عبداللہ مہدیِ موعودؑ برحق ہیں اس میں کوئی شک وشبہ نہیں سب جانتے ہیں کہ حضرت سید محمد اولادِ فاطمہؓ سے ہیں اور دین کے ناصر ہوئے ہیں کیونکہ دین کا ناصر اسی کو کہا جا سکتا ہے جس سے دین کا طالب راہ راست پائے یہاں تو آنحضرتؑ کی ذاتِ مبارک کے طفیل سے ہزاروں طالبانِ حق راہ پائے اور واصلانِ ذات حق تعالیٰ ہوئے ہیں یہ بات خاص و عام پر مخفی نہیں ہے اس کے بعد نواب نے کہا کہ مہدیؑ کے باب میں آیا ہے کہ وہ عیسیٰؑ سے ملیں گے اور دونوں ایک دوسرے کی اقتداء کریں گے ایسا تو نہیں ہوا پھر یہ مہدیِ موعودؑ کیسے ہونگے میں نے کہا یہ مضمون اوپر کی تقریر میں آچکا ہے اور یہ خبر علماء سلف کے نزدیک غیر معتبر کیوں ہے فقیر نے کہا اس جگہ سعد الدین تفتازانی نے شرح مقاصد میں کہا ہے کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ عیسیٰؑ مہدیؑ کی اقتداء کریں گے ایسی چیز ہے کہ اس کی کوئی سند نہیں ہے پس اس پر بھروسہ نہیں کرنا چاہئیے یعنے سعد الدین جیسے محقق نے کہہ دیا ہے کہ اس کی کوئی سند نہیں ہے اور اس پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے پس ہم کو اور آپ کو یہی لازم ہے کہ اس پر بھروسہ نہ کریں اور اس کو داخل اعتقاد نہ کرلیں، اس

کے بعد نواب نے کہا کہ مہدیؑ کے باب میں یہ بھی آیا ہے کہ وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جیسی کہ وہ جور وظلم سے بھری ہوگی اس کا مطلب یہ ہے کہ مہدیؑ کے زمانے میں تمام عالم کے لوگ راہ پر آجائیں گے اور تمام ایک دین کے ہوکر ایک جماعت بن جائیں گے ایسا تو نہیں ہوا پھر اس مقام پر تم کیا کہتے ہو میں نے کہا اس خبر کے یہ معنی لئے جائیں تو اللہ کی کتاب اور حضرت رسالت پناہ صلعم کے بعض فرامین کا خلاف لازم آتا ہے جو اس مطلب کے منافی ہیں تو نواب نے کہا وہ کونسی آیتیں ہیں جن سے اس مطلب کا خلاف لازم آتا ہے میں نے کہا اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے **وَلَوْ شاء ربک لجعل الناس امة واحدة ولا یزالون مختلفین** (ترجمہ) اے محمدؐ اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو ضرور تمام لوگوں کو ایک اُمت بنا دیتا اللہ نے ایسا نہیں چاہا عربی زبان میں لفظ لو جو حرف شرط ہے شرط کی نفی سے مشروط کی نفی کو لازم کرتا ہے پس خدائے تعالیٰ نے اپنی خدائی میں جس چیز کو نہیں چاہا وہ حضرت مہدیؑ کے ظہور کے زمانہ میں کیسے وجود میں آئے گی اس اثناء میں حاضرین مجلس میں سے ایک شخص نے یہ کہا کہ شاید آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ جو اختلاف یہود و نصاریٰ کے درمیان ہمارے پیغمبرؐ کی بعثت سے پہلے تھا وہی رہے گا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہمارے پیغمبرؐ کی اُمت میں قیامت تک اختلاف ہوگا اس فقیر نے کہا آج تک علماء میں سے کسی نے آیت کا معنی لفظ شائد سے ادا نہ کیا تھا تم نے یہ اچھی تقریر کی یہ سنکر شرمندگی سے اس نے اپنا سر جھکا لیا اور نواب اس کا منہ دیکھنے لگا پھر نواب نے اس فقیر سے پوچھا کہ یہ آیت کون سے سورہ میں ہے اس کے جواب میں میرے بھائی میاں کریم محمد نے کہا سورۂ ہود میں ہے نواب نے یہ سنکر کہا پھر تو حدیث شریف **شیبتنی سورہ ھود** (بوڑھا بنا دیا مجھے سورہ ہود نے) میرے حال کے مطابق ہے پھر نواب نے تفسیر طلب کی اور مجھ سے کہا کہ جو حدیثیں اس معنی کے خلاف میں ہیں کونسی ہیں میں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے **لاتزال طائفة من امتی. یقاتلون علی الحق ظاھرین الی یوم القیمة.** یعنی ہمیشہ میری اُمت کی ایک جماعت حق پر قائم رہ کر اہل باطل سے جنگ کرتی رہے گی اور غالب رہے گی روز قیامت تک اس فرمان سے یہی لازم آتا ہے کہ دو جماعتیں قیامت تک رہیں گی نواب نے کہا کہ اس معنی کی توجیہ ایسی کرنی چاہیئے کہ قول مذکور کا خلاف لازم نہ آئے یعنی لفظ طائفہ تین شخصوں پر بھی صادق آتا ہے یہ کہا جاسکتا ہے کہ روئے زمین کے اطراف وجوانب میں کسی جگہ تین شخص اختلاف کرنے والے رہ جائیں گے اور باقی تمام روئے زمین کے لوگ ایک دین اور ایک جماعت ہوجائیں گے میں نے کہا یہ تاویل راہِ صواب سے دور دکھائی دیتی ہے کیونکہ حدیث مذکور میں دو جماعتوں کے قتال کا ذکر صاف طور پر آیا ہے **یقتلون عل الحق** ۔حق پر جنگ کریں گے کہا گیا ہے جب تین ہی شخص روئے زمین کے کسی کنارے پر اختلاف رکھنے والے ہوں تو تمام روئے زمین کے لوگوں سے کہاں جنگ کرسکیں گے پس وہی بات درست ہے جو ہم نے پہلے بیان کی ہے (کہ اختلاف کرنے والے بکثرت رہیں گے) اس اثناء میں تفسیر لائی گئی اور نواب نے تفسیر اس فقیر کو دی برادر میاں کریم محمد نے آیت مذکورہ نکال کر پیش کی ہم نے اس کو پڑھ کر سنایا، جب نواب نے تفسیر کا مضمون اپنے مطلب کے موافق نہ پایا تو خاموشی اختیار کی مزید کچھ نہ کہا کچھ دیر توقف کے بعد فقیر کی طرف متوجہ ہوکر نواب نے کہا کہ پھر کسی وقت فراغت کے ساتھ بیٹھ کر گفتگو کریں گے یہ کہا اور اٹھ کر اپنے محل میں چلا گیا۔تب یہ فقیر وہاں سے اٹھ کر اپنے قیام گاہ پر آیا چونکہ جلد سفر کا ارادہ تھا زیادہ عرصہ تک ٹھہرنا ممکن نہ تھا غائبانہ ہی رخصت